تفسیر ینابیع الانوار۔ ایک مطالعہ

ڈاکٹر سید شہوار حسین امروہوی، امام جمعہ، مراد آباد

ممتاز العلماء سید محمد تقی کا شمار تیرہویں صدی کے اہم مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد سید العلماء سید حسین اور دادا آیت اللہ سید دلدار علی غفران مآب تھے۔ آپ کی ولادت ۱۶/جمادی الاوّل ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۹ء لکھنؤ میں ہوئی۔ اس وقت حضرت غفران مآب کا آخری دور حیات تھا۔ والد ماجد اور عم محترم سلطان العلماء سید محمد کے علاوہ مولانا احمد علی محمد آبادی اور مفتی محمد عباس شوشتری سے کسب فیض کیا۔ ۱۲۶۲ھ میں سلطان العلماء سید محمد اور صاحب جواھر الکلام آقای محمد حسن نے آپ کو اجازۂ اجتہاد سے سرفراز کیا۔

امجد علی شاہ، بادشاہ اودھ نے مدرسہ سلطانیہ قائم کیا اور آپ کو صدر مدرس منتخب کیا اور خلعت ولقب ''ممتاز العلماء'' سے نوازا۔ دو سو روپے تنخواہ مقرر ہوئی۔ اس مدرسہ میں تقریباً دو سو طلباء زیر تعلیم تھے، جن کے جملہ اخراجات حکومت برداشت کرتی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں یہ مدرسہ بند ہوگیا۔[۱] آپ کو تدریس میں مہارت حاصل تھی۔آپ کا لقب فخرا لمدرسین تھا۔ آپ نے ایک عالیشان مسجد اور عزاخانہ تعمیر کرایا تھا، جو آج بھی ''حسینیہ جنت مآب'' کے نام سے مشہور ہے۔طلباء کے قیام کے لئے وسیع اور کشادہ دار الاقامہ قائم کیا، جس میں بڑی تعداد میں طلاب علوم دینیہ مقیم رہتے تھے۔

آپ نے ایک اعلیٰ درجہ کے کتب خانہ کی بنیاد رکھی تھی، جہاں نفیس اور نادر مخطوطات کا عظیم سرمایہ جو آج بھی محفوظ ہے۔ اس کتب خانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بیشتر نسخے خود مؤلف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ سیکڑوں کی تعداد میں نایاب کتب موجود ہیں۔ سلطان العلماء سید محمد طاب ثراہ نے آپ کو لکھنؤ کا امام جمعہ منتخب فرمایا۔مسجد محمد علی شاہ میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے اور بڑے تحسین علی خان کی مسجد میں پنجگانہ نماز کی امامت فرماتے تھے۔عدالت میں حاضری سے مستثنیٰ تھے۔''اخبار الاخیار'' میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے[۲] آپ کا موعظہ دلپذیر ہوتا تھا۔ بڑی تعداد میں لوگ آپ کا موعظہ سننے آتے تھے آپ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ لکھنؤ میں مذہبی ماحول قائم کیا، لوگ پابند شریعت ہوئے اور علی الاعلان معاصی کے ارتکاب سے پرہیز کرنے

لگے۔شہر کے اکابرین بھی آپ کا بیحد احترام کرتے تھے اور ان میں بھی شریعت کی مخالفت کی ہمت نہیں تھی ۔ آپ کے علمی رعب سے بڑے بڑے شاہزادے بھی کانپتے تھے۔آپ بڑے ذہین ، ذکی اور متصف جمیع صفحات حمیدہ بے مثل فقیہ اورعدیم النظیر اصولی تھے۔قرآن مجید سے گہرا شغف تھا۔ تفسیرقرآن پر گہری نظرتھی۔ زندگی کے آخری دن یعنی ۲۳ رمضان ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء دس بجے دن تک تفسیر لکھنے میں مصروف رہے، رات میں تین بجے شب قدر میں رحلت فرمائی اور اپنے تعمیر کردہ عزاخانہ میں آسودہ لحد ہوئے۔ ۳؎

آپ کے بارے میں صاحب تذکرۃ العلماء لکھتے ہیں:

’’جناب فضائل مآب علامی فہامی فقیہ المعی ممتاز العلماءفخر المدرسین جناب سید محمد تقی اوسط اولاد جناب علّیین مکان اور سب سے ارشد واعلم واتقی وافقہ واورع واکمل ہیں۔ اور مراتب فضل وکمال ومدارج فقہ واجتہاد بحر علوم معقول ومنقول وفنون فروع واصول میں باوصف حداثت سن کے امسال واقران میں سب سے زیادہ ہیں۔ اور ہمیشہ اکتساب علوم میں مصروف رہے، طفولیت لہوولعب سے رغبت نہ تھی‘‘ ۴؎

صاحب اوراق الذہب لکھتے ہیں:

"اکبرهم فی الهدیٰ والسد ادوابرعهم بالفقه والاجتهاد ذوی الفکر المتین والرای الرزین فخر الفضلاء والمدرسین التقی المتقی السید محمد تقی اعلیٰ الله قدره ونور بدره هو احدث منی ثنا واقدم فضلا منا" ۵؎

ینابیع الانوار فی تفسیر کلام اللہ الجبار آپ کی یہ عربی تفسیر ہے۔ اس کا نسخہ کتب خانہ سلطان المدارس، لکھنؤ اور خود مؤلف کے کتب خانہ میں راقم نے دیکھا ہے۔ چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں ۱۴۱۳ صفحات ہیں، جس میں سورہ الحمد اور پارہ الم کی تفسیر مندرج ہے۔دوسری جلد میں پارہ سیقول‘‘ کی مفصل کی تفسیر ہے۔تیسری جلد میں ’’تلک الرسل‘‘ کی تفسیر ہے۔چوتھی جلد میں ’’لَنْ تَنٰالُو ا‘‘ کی مفصل اور مدلل تفسیر رقم کی گئی ہے۔

یہ تفسیر علمی وتحقیقی تفسیر ہے۔ جس میں ہر ہر مسئلہ کی مکمل طور سے تشریح کی گئی ہے۔ لغوی مطالب کوبھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کلامی مباحث کے ذریعہ علمی نکات پیش کئے گئے ہیں۔محققین کے اقوال اور ان کی آراء سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر مسئلہ کے اثبات میں روایات کا

سہارا لیا ہے۔ دقیق مطالب کی اس طرح تشریح کی ہے کہ آسانی سے قاری کے ذہن نشین ہو جائے۔ اپنی رائے روایات ائمہ علیہم السلام کے تناظر میں پیش کی ہے۔ اپنے مدعا کے اثبات کے لئے عقلی ونقلی ادلہ کا سہارا لیا ہے۔

پہلی جلد کا آغاز: مندرجہ ذیل عبارت کے ساتھ کیا ہے:

"اَلْحَمْدُ للّٰہ الّذِیْ نَزّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰالَمِیْنَ نَذِیْراً.

اما بعد فيقول العبد المذنب محمد التقى بن الحسين بن على وقهم الله شريوم كان شره مستطيراً وعفاعنهم انه كان عفواً قديراً ، **يا معاشر اخواننا المومنين من شيعة آل طه ويس جزاكم الله جنة و حريرا وحاسبكم حساباً يسيراً لماكان القرآن المجيد والفرقان الحميد ابلغ موعظته واعتباراً وتذكيراً رايت ان املى عليكم مايتفح به معانيه ويفسره تفسيراً وبه يفوز المرء بمعانيه فوزاً كبيراً ومن يوتى الحكمة فقد اوتى خيراً كثيراً وقدوشمعت مارسمته بينا بيع الانوار فى تفسير كلام الله الجبار ..الخ"**

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی تفسیر محققانہ انداز میں لکھی اور اس کے فضائل اور برکتوں کے سلسلے میں احادیث سے استشہاد کیا۔ رحمٰن ورحیم کی توضیح اور فرق کو واضح کیا ہے۔سورہ الحمد کی تفسیر میں اس کی اہمیت اور اس کے متعدد ناموں کی تشریح بہت دلپذیر انداز میں پیش کی ہے۔

پہلی جلد کے خاتمے کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

"ثم تفسير الجزء الاول من الكتاب العزيز وبتمامه تم المجلد الاول من هذا التفسير الموسوم بينا بيع الانوار ويتلوه المجلد الثانى فى تفسير الجزء الثانى انشاء الله تعالىٰ

جلددوم خط نستعلیق ۵۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز اس طرح ہے:

"الحمد للّٰہ وسلام على عباده الذين الصطفىٰ اما بعد! فهذا الجزء الثانى من تفسير ينابيع الا نوارفى تفسير الجزء الثانى من كتاب اللّٰہ العزيز الجبار..الخ"

اورآخر کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

"وقد فرغ من تالیفه وتمنقیه بتائید الله سبحانه وحسن توفیقه احوج المربوبین الی رحمة ربه الکریم محمد التقی بن الحسین بن علی جعلهم اللّٰه من ورثة جنة النعیم یوم الثلثا تثلث یقین من شعبان عام اربع وثمانین بعد الف ومأتین من الهجرة المبارکه ویتلوه انشاء اللّٰه الجزء الثالث من هذ التفسیر المسمیٰ ینا بیع الانوار فی تفسیر الجز والثالث من کلام العزیز الغفار"

تیسری جلد میں ۲۳۷ اوراق ہیں اور یہ تیسرے پارے کی تفسیر ہے۔مندرجہ ذیل ہے:

ابتدائی عبارت:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰه رَبّ العٰالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین وصلی الله علی محمد خاتم النبین وعلی اوصیائیه المرضیین

اور اختتامی عبارت یہ ہے:" قد فرغ مولفه الفقیر الی رحمة ربه الکریم محمد التقی بن الحسین بن دلدار علی جعلهم اللّٰه من ورثة جنة النعیم ضحوه یوم الثلثاء الرابع والعشرین من شهر اللّٰه الا صب رجب المرجب عام الف وماتین وثمان وثمانین من الهجرة المقدسه حامد اللّٰه سبحانه مصلیا علی رسوله واهل بیته"

چوتھی جلد میں ۱۶۳ اوراق ہیں۔ ابتداء ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

"الحمد للّٰه استتماماً لنعمته ولا اله الا اللّٰه اخلاصاً لوحدانتیه وصلی اللّٰه علی محمد سید بریته وعلی الا صفیاء من عترته"

اس جلد کا اختتام تفسیر سورہ آل عمران پر ہوا ہے۔[۶]

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی رقمطراز ہیں:" اپنے انداز اور علمی مباحث کے انداز سے یہ ایک خاصی اہم تفسیر ہے۔ ہر ہر مسئلہ کی پوری توضیح وتشریح کی ہے۔فنی باتوں اور لغوی باریکیوں پر بھی بحث کی ہے۔ دوسروں کے اقوال روایات سے بھی مدد لی ہے۔ مسائل کی بحثوں میں تفصیلات کو پوری طرح مدنظر رکھا ہے"[۷] صاحب طبقات مفسران شیعہ لکھتے ہیں:

"عالم جلیل وفقیہ نبیل سید محمد تقی بن سید العلماء سید حسین بن سید دلدار علی نقوی لکھنوی یکی از اعیان تفسیری شیعہ در اواخر سیزدھم ہجری می باشد"[۸]

اس تفسیر میں جابجا علامہ فخر الدین رازی ، قاضی عیاض ، ابن جریر طبری، ابن حجر مکی ،

جاراللہ زمخشری اور نیشاپوری کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سید العلماء سید علی نقی نقوی تحریر کرتے ہیں:

'سب سے بڑا کارنامہ جو تمام علوم وفنون میں آپ کے کمال کا آئینہ بردار ہے وہ آپ کی تفسیر ''ینابیع الانوار'' ہے، جس کے تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات کی دو جلدیں معرض تصنیف میں آسکیں، جن میں مسائل علم کلام پر دوسرے متکلمین اور بالخصوص علامہ فخرالدین رازی سے ردو قدح میں مضبوط و مستحکم دلائل سے فکری گہرائی کے ساتھ زور بیان کی بھی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ یہ دونوں جلدیں خود آپ کے کتب خانہ کے علاوہ جناب آغا ابو صاحب کے کتب خانہ میں بھی موجود ہیں، جو اب جامعہ سلطانیہ سلطان المدارس سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں سے میں نے زمانہ طالب علمی میں ایک جلد مستعار لیکر تقریباً ایک مہینہ کی قلیل مدت میں اپنے تین شاگردوں کی شرکت کے ساتھ، جن میں ایک مرحوم ہوگئے ہیں، حکیم سید محمد عسکری عرف پٹن صاحب مرحوم (مدیر مجلّہ الرضوان) اور دو بحمد اللہ موجود ہیں: ایک جناب مفتی جعفرحسین صاحب مجتہد گجرانوالہ اور دوسرے حکیم سید محمد اطہر صاحب ''ممتاز الافاضل'' مدرس مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ، اپنے قلم سے نقل کیا، جو تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے اور وہ ہم لوگوں کی مشترکہ کوشش کی یادگار کے طور پر بحمد اللہ میرے پاس موجود ہے۔''۹

دیگر آثار علمی:

۱۔ مرشد المومنین
۲۔ عباب فی علم الاعراب
۳۔ شرح مقدمات حدائق
۴۔ رسالہ امامت
۵۔ نخبۃ الدعوات
۶۔ حدیقۃ الواعظین
۷۔ نزھۃ الواعظین
۸۔ لمعۃ الواعظین
۹۔ رسالہ فی جواز امامۃ الفاسق فی نفسہ
۱۰۔ آداب وفضیلت دعا

۱۱۔ شرح تبصرۃ المتعلمین علامہ حلی

۱۲۔ غنیۃ السالکین (فقہ استدلالی)

۱۳۔ جواب مسئلہ لدنیہ درنجاست طعام اہل کتاب

۱۴۔ ارشاد المومنین ،مطبوعہ سلطان المطابع ۱۲۶۸ھ لکھنؤ ۱۰

مفتی محمد عباس شوشتری (۱۳۰۶ھ) نے قطعہ تاریخ کہی:

مولی بوفاته التقی کالمیت   والعلم سراجه بغیر الزیت

با آل محمد تقی صبرا   قد ایتکم فقیه اهل البیت

۱۲۸۹ھ

حوالے:

۱۔مطلع انوار،ص ۵۰۴

۲۔تکملہ نجوم السماء ،ج ۲،ص ۲۹۹۔

۳۔تذکرہ بے بہا،ص ۹۸۔

۴۔سید محمد مہدی عظیم آبادی۔ تذکرۃ العلماء المحققین

۵۔مفتی محمد عباس اوراق الذہب ۔بحوالہ تذکرہ بے بہا،ص ۹۸

۶۔ہندوستانی مفسرین ،ص ۱۱۴۔

۷۔ ایضاً ص ۱۱۱۔

۸۔طبقات مفسران شیعہ،ص ۵۸۷۔

۹۔مجلّہ شعاع عمل، خاندان اجتہاد نمبر،شمارہ ۹،ص ۴۶۔

۱۰۔تالیفات شیعہ،ص ۶۶۔